مقالات

مولانا عبدالمالک مجاہد
ریاض (سعودی عرب)

بدعات اور ان کی نشاندہی

برادرانِ اسلام ! یہ دور فتنوں کا ہے۔ ہر طرف بدعات اور خرافات ہیں اور دین میں دانستہ اور نادانستہ بعض ایسے امور داخل کردیئے گئے ہیں کہ جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے' انہیں بدعات کہا جاتا ہے۔ شرعی اصطلاح میں بدعت کا مطلب دین میں حصولِ ثواب کے لئے کسی ایسی چیز کا اضافہ کرنا ہے' جس کی بنیاد یا اصل شریعت میں موجود نہ ہو!۔ یا جامع و مانع اور وسیع مفہوم میں بدعت کا مطلب یہ ہے کہ عادی امور سے ہٹ کر کثرتِ ثواب کی غرض سے شریعت کی شکل میں کوئی چیز ایجاد کرنا' جس کا وجود نہ قرآن و سنت میں ہو' نہ خلفائے راشدینؓ کی سنت میں پایا جائے ــــــ دیکھئے امام شاطبی کی الاعتصام !

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

"إِيَّاكُمْ وَالْمُحْدَثَاتِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ ضَلَالَةٌ"

(ابو داؤد' ترمذی' ابنِ ماجہ' ابنِ حبان)

"دین میں نئی چیزیں داخل کرنے سے بچو' اس لئے کہ ہر نئی بات گمراہی ہے"۔

دین کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی چیز بدعات ہیں۔ چونکہ بدعات نیکی سمجھ کر کی جاتی ہیں' اس لئے بدعتی انہیں ترک کرنے کا تصور تک نہیں کرتا! جب کہ دوسرے گناہوں کے معاملہ میں گناہ کا احساس موجود رہتا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللّٰہَ حَجَبَ التَّوْبَۃَ عَنْ كُلِّ صَاحِبِ بِدْعَۃٍ حَتّٰی يَدَعَ بِدْعَتَہٗ"

"اللہ تعالیٰ بدعتی کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں کرتا، جب تک وہ بدعت نہ چھوڑ دے"۔

(طبرانی)

گویا بدعتی کی ساری محنت اور مشقت کی مثال اس مزدور کی سی ہے جو دن بھر محنت اور مزدوری کرتا رہے، لیکن اسے کوئی مزدوری یا اجرت نہ ملے، سوائے تھکاوٹ اور بربادی کے!

ایسا ہر وہ عمل، جو ثواب اور نیکی سمجھ کر کیا جائے، لیکن شریعت میں اس کی کوئی بنیاد یا ثبوت نہ ہو (یعنی نہ تو حضورِ پاک ﷺ نے خود کیا ہو، نہ کسی کو اس کا حکم دیا ہو، اور نہ کسی کو اس کی اجازت دی ہو) اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود (ناقابلِ قبول) ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ"

"جس نے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی، جس پر ہمارا حکم نہ ہو، وہ مردود (ناقابلِ قبول) ہے۔"

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں حوضِ کوثر پر تمہارا پیشرو ہوں گا۔ جو وہاں آئے گا، پانی پئے گا۔ اور جس نے ایک بار پانی پی لیا، اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ بعض ایسے لوگ بھی وہاں آئیں گے، جنہیں میں پہچانوں گا (سمجھوں گا کہ یہ میرے امتی ہیں) اور وہ بھی مجھے پہچانیں گے (کہ میں ان کا رسول ﷺ ہوں) پھر انہیں مجھ تک آنے سے روک دیا جائے گا۔ میں کہوں گا کہ: "یہ تو میرے امتی ہیں"۔ لیکن مجھے بتایا جائے گا" اے محمد (ﷺ) آپ ﷺ نہیں جانتے کہ آپ ﷺ کے بعد ان لوگوں نے کیسی بدعات رائج کیں"؟ پھر میں کہوں گا "دوری ہو دوری ہو، ایسے لوگوں کے لئے، جنہوں نے میرا دین بدل ڈالا۔"

(بخاری و مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے فرمایا:

"اے عائشہؓ! جن لوگوں نے دین میں فرقہ بندی اور گروہ بندی کی' وہ اہلِ بدعت اور خواہش پرست لوگ ہیں۔ ان کی توبہ قابلِ قبول نہیں (جب تک بدعات نہ چھوڑیں)' میں ان (کے گناہوں) سے بری الذمہ ہوں اور وہ مجھ سے (یعنی میری سفارش سے) بری الذمہ ہیں"۔

(طبرانی)

بدعتِ حسنہ و بدعتِ سیّئہ کی تقسیم

ہمارے ہاں ایک طبقہ نے بدعت کو دو اقسام میں تقسیم کر رکھا ہے یعنی(۱) بدعتِ حسنہ (۲) بدعتِ سیّئہ۔ ان کے نظریہ کے مطابق بدعتِ حسنہ یعنی اچھی بدعت نیکی اور ثواب کا کام ہے' جب کہ بدعتِ سیّئہ یعنی بری بدعت گناہ ہے۔ اس طرح یہ طبقہ کتاب و سنت کی تعلیم سے ناواقف عوام کو یہ باور کراتا ہے کہ بدعتِ سیّئہ تو واقعی گناہ ہے' لیکن بدعتِ حسنہ نیکی و ثواب کا کام ہے۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام بدعات کو گمراہی قرار دیا ہے (بخاری و مسلم) غور کریں' اگر مغرب کی نماز کی دو سنتوں کے بجائے تین سنتیں پڑھی جائیں' یا ظہر و عصر کی چار سنتوں کے بجائے پانچ یا چھ سنتیں پڑھی جائیں' تو کیا یہ بدعتِ حسنہ ہوگی یا دین میں تبدیلی تصور کی جائے گا؟ ایک نئی بدعت' جو عصرِ حاضر میں ہے' وہ قرآن خوانی ہے۔ مرنے والے کے ایصالِ ثواب کے لئے کسی گھر یا مسجد میں لوگ اکٹھے مل کر قرآنِ پاک پڑھتے ہیں۔ ایک ایک سپارہ ہر ایک کے ہاتھ میں پکڑا دیا جاتا ہے اور بس آناً فاناً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ میں قرآنِ پاک ختم ہو جاتا ہے۔ بظاہر دیکھا جائے تو قرآنِ پاک کی تلاوت بہت ہی نیکی کا کام ہے اور اس کا بے حد و حساب اجر و ثواب ہے۔ نیز بلاشبہ اگر مرنے والے کے لواحقین میں سے یعنی اس کا بیٹا یا بیٹی قرآن پڑھتے ہیں' تو فوت شدہ کو ثواب ملتا ہے کہ اس نے اپنی اولاد کو اچھی تربیت دی' وہ اس کے لئے صدقہ جاریہ ہے!۔۔۔ مگر جس طریقے کا

ذکر اوپر کی سطور میں ہوا ہے، یہ طریقہ سنتِ نبوی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دین کے ہر معاملے میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے اور ہر وہ چیز جو جنت کے قریب اور جہنم سے دور کرتی ہے، اس بارے میں امت کو بتا دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں کسی بھی فوت ہونے والے کے لئے قرآن خوانی مروجہ طریقے سے ہوئی ؟ کیا مسجدِ نبوی شریف میں اللہ کے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس طرح بیٹھ کر قرآن خوانی کی ہے؟ کسی حدیث میں اس کا ثبوت ہو یا تاریخ کی کسی کتاب میں ہی ذکر ہو؟ اگر ایسا نہیں اور یقیناً ایسا نہیں، تو پھر ہم ایسا کیوں کریں ؟ اگر ہمیں اپنے مرنے والوں سے محبت ہے، جس کی بنیاد پر ہم یہ سارے کام کرتے ہیں، تو کیا خدانخواستہ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے عزیز اور رشتے داروں سے محبت نہ تھی؟ اس میں بغیر کسی علمی اور فقہی موشگافیوں کے، موٹی سی اور صاف سی بات اتنی ہے کہ کیا جو کام ہم طلبِ ثواب کے لئے کر رہے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے کیا ہے؟ اگر تو کیا ہے، تو پھر سر آنکھوں پر، ہمیں بھی کرنا چاہیئے۔ اور اگر آپ ﷺ نے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا، تو پھر خواہ وہ بظاہر کتنا ہی اچھا کام کیوں نہ نظر آتا ہو، اس سے دور رہنا ہی دین اور نیکی ہے!

امرِ واقعہ یہ ہے کہ بدعتِ حسنہ کے چور دروازے نے دین میں بدعات کو پھیلانے اور رائج کرنے میں سب سے زیادہ اہم کردار ادا کیا ہے۔ مختلف مسنون عبادات کے مقابلے میں غیر مسنون اور من گھڑت عبادات نے جگہ لے کر ایک بالکل نئے بدعی دین کی عمارت کھڑی کردی ہے۔ پیری مریدی کے نام پر ولایت، خلافت، طریقت، اجازت، توجہ، عنایت، فیض، کرم، جلال، آستانہ، درگاہ، خانقاہ جیسی اصطلاحات وضع کی گئیں۔ یہی نہیں بلکہ چِلّہ کشی، کشف القبور، چراغاں، چڑھاوے، کونڈے، جھنڈے، سماع، رقص، حال، وجد جیسی ہندوانہ طرز کی پوجا پاٹ کے طریقے ایجاد کئے گئے۔ قل شریف، دسواں شریف، گیارھویں شریف، نیاز شریف، عرس شریف، میلاد شریف جیسے غیر مسنون، بدعی افعال کو عبادت کا درجہ دے کر مسلمانوں کی زندگیوں سے تلاوتِ قرآن، نماز، روزہ، ذکرِ الٰہی اور مسنون

ادعیہ جیسی عبادات کو یکسر خارج کردیا گیا۔ اور اگر کہیں ان عبادات کا تصور باقی رہ بھی گیا' تو بدعات کے ذریعہ ان کی حقیقی شکل و صورت مسخ کردی گئی۔ اَن پڑھ اور جاہل عوام کی کثیر تعداد محض اپنے آباؤ اجداد کی تقلید میں غیر مسنون افعال اور بدعات میں پھنسی ہوئی ہے' اور یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتی کہ ان اعمال کا دین سے کیا تعلق ہے؟ ایسے لوگوں کی ہر زمانے میں یہی دلیل رہی ہے کہ:

"اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ" (الزخرف: ۲۳)

"ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو ایسا کرتے پایا ہے' لہٰذا ہم بھی ایسا ہی کررہے ہیں"۔

بعض لوگ علمائے سوء کی تقلید میں بدعات کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ بعض اپنے حکمرانوں' جن کی اکثریت دینی عقائد سے بے بہرہ اور بسا اوقات بیزار ہوتی ہے' کی تقلید میں مزاروں پر حاضری' فاتحہ خوانی' قرآن خوانی' محافلِ میلاد اور برسیوں وغیرہ ایسی بدعات میں شریک ہوجاتے ہیں۔ غرض یہ کہ تمام صورتوں میں اس گمراہی کا سبب اندھی تقلید ہے۔

بزرگوں سے عقیدت میں غلو دین میں بگاڑ کا سبب بھی بنا ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کی صحبت اور محبت نہ صرف جائز ہے' بلکہ دینی نقطہ نظر سے عین مطلوب ہے --- لیکن جب یہی محبّت' عقیدت کا رنگ اختیار کرلیتی ہے تو ان بزرگوں کی غلط اور غیر مسنون باتیں بھی ان کے معتقدین کو دین کا حصہ لگنے لگتی ہیں اور وہ کارِ ثواب سمجھ کر ان پر عمل کرنا شروع کردیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان بزرگوں کے خواب' ذاتی تجربات' مشاہدات اور حکایات سبھی کچھ عقیدت کے غلو میں دین کی سند سمجھ لی جاتی ہیں' اور عوام الناس کے سامنے انہیں دین بنا کر پیش کیا جاتا ہے --- یوں بدعی' غیر مسنون افعال پھلنے پھولنے لگتے ہیں --- مثلاً برِصغیر میں جب صوفیائے کرام اسلام کی دعوت لیکر پہنچے تو محسوس کیا کہ یہاں کے عوام (غیر مسلم) گانے بجانے اور موسیقی کے بہت دلدادہ ہیں' چنانچہ صوفیاء نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے' کہ وہ لوگوں کو اکٹھا کر کے اسلام کی دعوت دیں' محافلِ سماع اور قوالیوں کا سلسلہ جاری کیا۔ وہ اس طریقہ سے اسلام پھیلانے میں کامیاب بھی ہوئے۔ غریب لوگ بھوک مٹانے کے لئے آستانوں' درگاہوں' مزاروں پر مفت تقسیم کیا جانے والا کھانا کھاتے'

محفلِ سماع و موسیقی بھی سنتے' اور یوں ایک غیر محسوس طریقہ سے اسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ اس طرح لاکھوں کی تعداد میں لوگ مسلمان بھی ہوئے۔ اگرچہ ان صوفیاء کرام نے مصلحتاً عارضی طور پر ایسا کیا ہوگا' مگر نو مسلم لوگوں نے قرآن و سنت کو اچھی طرح نہ سمجھنے کی وجہ سے محفلِ سماع کو جائز قرار دے دیا اور اب تک ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کسی بڑے سے بڑے بزرگ یا صوفی کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے برعکس کوئی بھی فعل مسلمانوں کے لئے حجت نہیں' خواہ وہ بظاہر کتنا مبنی بر مصلحت و حکمت ہی کیوں نہ ہو۔ بعض کم علم مبلغین بدعات کو اختلافی مسائل کہہ کر دانستہ یا نادانستہ طور پر معاشرے میں بدعات پھیلانے کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ہمیں یہ بھولنا نہیں چاہیئے کہ اختلافی مسائل صرف وہی ہیں' جن کے بارے میں دونوں طرف حدیث کی کوئی نہ کوئی دلیل موجود ہو۔۔ لیکن ایسے مسائل' جن کے بارے میں کوئی صحیح حدیث تو کجا' ضعیف سے ضعیف یا موضوع حدیث بھی پیش نہیں کی جا سکتی' بھلا وہ اختلافی مسائل کیسے کہلا سکتے ہیں؟ رسمِ فاتحہ ' رسمِ قل' چالیسواں 'گیارھویں' قرآن خوانی' میلاد' عرس' برسی' چراغاں 'کونڈے وغیرہ ایسے افعال ہیں' جن کا آج سے ایک سو سال قبل کوئی تصور تک نہ تھا۔ لہٰذا ان بدعات کو اختلافی مسائل کہہ کر نظر انداز کردینا دراصل دین کی شکل مسخ کرنے کے مترادف ہے۔

آباؤ اجداد کی تقلید' سببِ انتشارِ بدعات

رسولِ اکرم ﷺ کے احکامات پر عمل کرنا چونکہ ہر مسلمان پر فرض ہے' اس لئے اکثر لوگ آپ ﷺ کے نام سے منسوب کی گئی ہر بات کو سنت سمجھ کر اس پر عمل کرنا شروع کردیتے ہیں۔۔ بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں' جو اس بات کی تحقیق کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے نام سے منسوب کی گئی بات واقعی آپ ﷺ ہی کی ہے' یا یوں ہی کہہ دی گئی ہے؟ عوام الناس کی اس کمزوری یا لاعلمی کے باعث بہت سی بدعات اور رسومات رائج ہوگئی ہیں' جنہیں بعض لوگ نیک نیتی سے دین سمجھ کر کرتے چلے آرہے ہیں ----- لہٰذا صحیح اور ضعیف احادیث کا شعور و پہچان رکھنے والوں پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ

عوام کو اس فرق سے آگاہ کریں اور انہیں بدعات کی دلدل سے نکالنے کے لئے بھرپور جدوجہد کریں۔

بدعتی کے سارے اعمال ناقابلِ قبول ہیں

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

"مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"

"جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات منسوب کی، وہ اپنی جگہ جہنم میں بنا لے"۔

(مسلم)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان کو گناہ کے مقابلے میں بدعت زیادہ پسند ہے، کیونکہ گناہ سے توبہ کی جاتی ہے، جب کہ بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی۔

وضاحت: بدعت چونکہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے کی جاتی ہے، اس لئے بدعتی اس سے توبہ کرنے کے بارے میں کبھی نہیں سوچتا، تاآنکہ اس کا بنیادی عقیدہ صحیح نہ ہوجائے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

"مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي"

"جس نے میرے طریقے سے منہ موڑا، اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں"

(بخاری و مسلم)

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ "کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو حرم قرار دیا ہے؟" انہوں نے کہا: ہاں! فلاں فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک کوئی درخت نہ کاٹا جائے"۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جو شخص یہاں بدعت رائج کرے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور سارے لوگوں کی لعنت ہے"۔

(بخاری)

حضرت عرباض رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وانہ من یعش منکم فسیری اختلافاً کثیرا،
فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین
عضوا علیھا بالنواجذ، وایاکم ومحدثات الامور
فان کل بدعۃ ضلالۃ" (احمد ابوداؤد)

"جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے' وہ امت میں بہت زیادہ اختلاف دیکھیں گے۔ ان حالات میں میری سنت پر عمل کرنے کو لازم بنا لینا اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقے کو تھامے رکھنا اور اس پر مضبوطی سے جمے رہنا! نیز دین میں پیدا کی گئی نئی نئی باتوں (بدعتوں) سے بچنا' کیونکہ دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے' اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

آج لوگوں نے بے شمار بدعات اور نئی نئی رسومات ایجاد کر لی ہیں' جن کا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ کوئی حکم ہے' نہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل میں کوئی ثبوت ملتا ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری کے زبانی دعوے بہت بلند بانگ ہیں۔۔۔۔ ایسے ہی طرزِ عمل کے بارے سورۃ الصف میں فرمایا گیا کہ:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ"
(الصف: ۲)

"اے مسلمانو! کیوں کہتے ہو' جو کرتے نہیں ہو؟"

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں کتاب و سنت پر گامزن ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے،

(آمین!)

محمدی کیسٹ ہاؤس کی اکسیری پیشکش زرق آمل 18۔ اردو بازار — لاہور فون نمبر 7223046
اشتہارات کی کتابت وطباعت کا مرکز:۔ محمدی کیسٹ ہاؤس